بحث و نظر

انسانی اعضاء کی پیوند کاری

تحریر: چوہدری خالد نذیر

دورِ جدید میں طبی علوم بالخصوص سرجری کے میدان میں حیرت انگیز ترقی ہوئی ہے اوراب انسانی اعضاء کی تبدیلی ایک عام سی چیز تصور کی جانے لگی ہے۔لیکن کوئی بھی چیز اللہ بزرگ و برتر کے بنائے ہوئے دستور وقواعد سے ہٹ کرکی جائے تو اس کالازمی نتیجہ گوناگوں مشکلات کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے۔مغربی ممالک جو اِس جدید علمی ترقی کا منبع ہیں' وہاں کم ازکم یہ شعور موجود ہے کہ اگرکسی چیز کے نتائج غلط نکلیں تو اس بارے میں جلدازجلد حدودوقیود طے کر کے واپسی کاراستہ اختیار کیا جاتا ہے۔

الحمد للہ ہم مسلمانوں کو یہ صورت درپیش نہیں ہے۔اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے کتاب ہدایت کے ذریعے ایسے اصول وقوانین عطا فرمائے ہیں کہ یہ دستورِحیات ابد تک رہنمائی کرنے کے لئے کافی ہے۔ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم اس دستورِحیات کو اپنی زندگی کا حصّہ بنائیں اورتمام معاملات میں اُس کے بتائے ہوئے رہنما اصولوں پر عمل کریں۔ انسانی اعضاء کی پیوندکاری ایک اہم معاملہ ہے' اس سے متعلق باقاعدہ قواعدوضوابط وضع کرنا نہایت ضروری ہے' جس کے لئے لازم ہے کہ اس بارے میں شریعت اسلامیہ سے رجوع کیا جائے اوراحکاماتِ الٰہی کی روشنی میں ضوابط معلوم کئے جائیں۔

انسانی اعضاء کی پیوندکاری کی دوصورتیں ہیں:

اولاً: کسی زندہ شخص کا اپنے کسی عضو کا عطیہ کرنا۔

ثانیاً: کسی شخص کا یہ وصیت کرنا کہ اس کے مرنے کے بعد فلاں عضو اُس کے جسم سے نکال کر کسی دوسرے ضرورت مند شخص کو لگا دیا جائے۔

صورت اوّل میں ایک زندہ شخص زندہ حالت میں اپنا کوئی عضو کسی دوسرے شخص کو منتقل کرتا ہے۔اس کے لئے ضروری ہے کہ شریعت اسلامیہ کی روشنی میں انسان کی ذات

اور حیثیت کو معلوم کیا جائے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ولقد کرّمنا بنی آدم......﴾ (الاسراء:۷۰)

''اور بے شک ہم نے اولادِ آدم کو عزت بخشی''۔

نیز فرمایا:

﴿وَلا تُلْقُوا بِأَيْدِيكُمْ إِلَى التَّهْلُكَةِ﴾ (البقرة:۱۹۵)

''اور اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالو''۔

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

((وَمَنْ قَتَلَ نَفْسَهُ بِحَدِيدَةٍ عُذِّبَ بِهَا فِي نَارِ جَهَنَّمَ))[۱]

''جس نے اپنے آپ کو کسی تیز دھار آلے سے قتل کیا اس کو جہنم کی آگ میں اسی (تیز دھار آلے) سے عذاب دیا جائے گا''۔

ایک دوسری جگہ فرمایا:

((كَانَ بِرَجُلٍ جِرَاحٌ فَقَتَلَ نَفْسَهُ فَقَالَ اللّٰهُ تَعَالَى : بدرني عبدي بنفسه حَرَّمْتُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ))[۲]

''کوئی آدمی زخمی تھا (اس نے اپنے زخموں سے تنگ آ کر) اپنے آپ کو قتل کر ڈالا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''میرے بندے نے اپنے لئے مجھ سے جلدی کی' میں نے اس پر جنت حرام کر دی''۔

ابنِ حجر عسقلانی حدیث کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ''اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ کسی شخص کا اپنے نفس کے خلاف جرم ایسا ہی ہے جیسا کہ کسی دوسرے شخص کے خلاف۔ دونوں کا گناہ برابر ہے' کیونکہ وہ خود اپنے آپ کا مالک نہیں ہے بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کی ملکیت ہے' لہٰذا اس میں اس کے لئے تصرف جائز نہیں ہے''۔[۳]

اسی مضمون کی ایک اور حدیث ہے۔

حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((الَّذِي يَخْنُقُ نَفْسَهُ يَخْنُقُهَا فِي النَّارِ وَالَّذِي يَطْعَنُهَا يَطْعَنُهَا فِي النَّارِ))[۴]

''جو اپنا گلا گھونٹ کر اپنے آپ کو ہلاک کرتا ہے جہنم میں بھی اپنا گلا گھونٹتا رہے گا' اور جو نیزے سے اپنے آپ کو مارتا ہے جہنم میں بھی نیزے سے اپنے آپ کو مارتا رہے گا''۔

نبی کریم ﷺ نے مزید فرمایا:

((قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی : ثَلَاثَةٌ اَنَاخَصْمُهُمْ یَوْمَ الْقِیَامَة: رجل اعطی بی ثم غدر ورجل بَاعَ حُرًّا فَاَکَلَ ثَمَنَهُ وَرَجُلٌ اسْتَاجر اجیرًا فاستوفی منه ولم یعط اجره)) (۵)

''اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تین آدمیوں کا قیامت کے دن میں خود مدّ مقابل ہوں گا: ایک آدمی جس نے میرے نام پر وعدہ کیا، مگر پھر گیا، اور (دوسرا) آدمی جس نے کسی آزاد شخص کو (غلام بنا کر) بیچا اور اس کی قیمت کھائی اور (تیسرا) وہ شخص جس نے کسی کو اجرت پر رکھا، اس سے کام پورا لیا، مگر اجرت ادا نہ کی''۔

فقہاءِ کرام متفقہ طور پر انسانی اعضاء کی بیع وشراء اور استعمال کو حرام قرار دیتے ہیں۔ امام کاسانی فرماتے ہیں:

''اضطراری حالت میں بھی کسی مسلمان کا قتل کرنا یا اس کا کوئی عضو قطع کرنا جائز نہیں''۔ (۶)

شرح جامع الصغیر میں ہے:

الانسان مکرم فلا یجوز ان یکون منه شیء مبتذل (۷)

''انسان مکرم ہے، لہٰذا یہ جائز نہیں کہ اس کی کسی چیز پر تصرف کیا جائے''۔

بیع وشراء

انسان اور انسانی اجزاء کی بیع قطعی حرام ہے۔ بدائع میں ہے:

البیع مبادلة المال بالمال فلا ینعقد بیع الحر لانه لیس بمال (۸)

''شرائط بیع میں سے ہے کہ مبیع مال ہو، کیونکہ بیع کا مطلب مال کے ساتھ مال کا تبادلہ ہے، لہٰذا آدمی کی بیع جائز نہیں، کیونکہ وہ مال نہیں''۔

امام شیبانی فرماتے ہیں:

لا یجوز بیع لبن امرأة فی قدح ولا یجوز بیع شعر الانسان والانتفاع به (۹)

''عورت کے دودھ کی پیالے میں بیع جائز نہیں اور نہ ہی انسانی بالوں کی بیع اور ان سے استفادہ جائز ہے''۔

انسانی اعضاء کی بیع وشراء فقہاء کے نزدیک متفقہ طور پر حرام ہے، اس پر فقہاء کا اجماع ہے۔ (۱۰)

عطیہ و ہبہ

انسان اور انسانی اعضاء کی جس طرح خرید و فروخت حرام ہے اسی طرح ہبہ بھی ناجائز ہے۔ بدائع میں ہے:

منها ان يكون مالا متقوما فلا تجوز هبة ما ليس بمال اصلا كالحر والميتة والدم وصيد الحرام والاحرام والخنزير وغير ذلك[11]

''ہبہ کی شرائط میں ہے کہ جو چیز ہبہ کی جا رہی ہے وہ مال متقوم ہو' لہٰذا ایسی چیز کا ہبہ جائز نہیں جو اصلاً مال کی تعریف سے خارج ہو' جیسے آدمی' مردار' خون' حرم اور احرام کا شکار اور خنزیر وغیرہ۔

حالت اضطرار میں انسانی اعضاء سے انتفاع

انسانی اعضاء اور گوشت کا استعمال حالت اضطرار میں بھی جائز نہیں۔

وحرم مالك اكل لحم الانسان فى حالة الضرورة ولو كان مهدرا[12]

''امام مالک رحمۃ اللہ کے نزدیک اضطراری حالت میں بھی انسان کا گوشت کھانا حرام ہے اگرچہ وہ آدمی (کسی جرم کی بناء پر) واجب القتل ہی کیوں نہ ہو''۔

المبسوط میں ہے:

المضطر كما لا يباح له قتل الانسان لياكل من لحمه لا يباح له قطع عضو من اعضاءه[13]

''مضطر شخص کے لئے نہ یہ جائز ہے کہ وہ اپنی بھوک مٹانے کے لئے کسی دوسرے شخص کو قتل کرے' تاکہ اس کا گوشت کھا لے' اور نہ یہ جائز ہے کہ وہ اپنے ہی اعضاء میں سے کوئی عضو کاٹ کر کھائے''۔

امام سرخسی مزید فرماتے ہیں:

حرمة الاعضاء كحرمة النفس[14]

''اعضاء کی حرمت' حرمت نفس ہی کی طرح ہے''۔

بزازیہ حاشیہ ہندیہ میں ہے:

مضطر لم يجد ميتة وخاف الهلاك فقال له رجل اقطع يدى وكلها او قال اقطع فى قطعة وكلها لا يسعه ان يفعل ذلك لا يصح امره به كما

لایسع للمضطر ان یقطع قطعة من لحم نفسه فیا کل (۱۵)

''ایک شخص جو حالت اضطرار میں ہے اس کے پاس کھانے کے لئے کچھ بھی نہیں' حتیٰ کہ مردار بھی نہیں' ایسی حالت میں اسے ایک شخص کہتا ہے کہ میرا ہاتھ کاٹ کر کھالو (اور اپنی جان بچالو) یا کہے میرے جسم سے کچھ گوشت کا ٹکڑا کاٹ کر کھا لو (اور اپنی جان بچالو) تو اس کا یہ فعل جائز نہیں۔ اسی طرح جو شخص حالت اضطرار میں ہے اس کے لئے یہ بھی جائز نہیں کہ وہ اپنے جسم میں سے اپنے گوشت کا ٹکڑا کاٹ کر کھالے''۔

تداوی اور علاج

اجزاءِ آدمی کا استعمال بطورِ علاج اور تداوی بھی جائز نہیں۔ امام محمدؒ فرماتے ہیں:

لا بأس بالتداوی بالعظم اذ ان کان عظم شاة او بقرة او بعیر او فرس او غیره من الدواب الا الخنزیر والآدمی (۱۶)

''ہڈی کے بطور علاج استعمال میں کوئی حرج نہیں' جبکہ یہ ہڈی کسی جانور کی ہو' جیسے بکری' گائے' اونٹ' گھوڑا وغیرہ' مگر خنزیر اور آدمی کی ہڈی سے علاج جائز نہیں''۔

مذکورہ بالا آیت کریمہ' احادیث شریفہ اور ائمہ فقہ کی آراء سے درج ذیل باتیں قطعی طور پر ثابت ہوتی ہیں:

۱) انسان اپنی ذات میں مکرم' اشرف اور محترم ہے۔

۲) یہ کہ انسان اپنی جان کو ختم نہیں کر سکتا۔ کل کا تلف کرنا جائز نہیں لہٰذا جزء کا تلف کرنا بھی ناجائز ہے' اس لئے خودکشی بالاجماع حرام ہے۔

۳) انسانی شرف و کرامت کی وجہ سے اس کے اعضاء سے بشمول بال اور ہڈیوں سے کسی بھی صورت میں استفادہ و انتفاع حرام ہے۔

۴) انسانی جسم مال کی تعریف سے خارج ہے لہٰذا اس کی بیع و شراء ناجائز ہے۔

۵) جس طرح انسان اور اس کے اعضاء انسانی کی بیع و شراء حرام ہے اسی طرح انسانی اعضاء کا تحفہ یا ہبہ کرنا بھی ناجائز ہے' کیونکہ جس چیز کو ہبہ کیا جائے اس کا مال متقوم کی تعریف سے خارج ہے۔

۶) انسانی اعضاء کا استعمال بطور علاج بھی جائز نہیں' کیونکہ یہ بات انسانی شرف و تکریم

کے خلاف ہے کہ اسے بطور دوا وعلاج استعمال کیا جائے۔

۷) اضطرار کی حالت میں بھی کسی انسان کے لئے جائز نہیں کہ وہ کسی دوسرے انسان کا عضو کاٹ کر اپنی جان بچائے۔

مجالس علماء کی آراء اور فیصلے

انسانی اعضاء کی پیوند کاری ایک اہم مسئلہ ہے' لہٰذا اس کے شرعی پہلو پر دَورِ حاضر کی مقتدر مجالس علماء نے مختلف اوقات میں غور وفکر کیا ہے۔ اس بارے میں ان کی آراء' قراردادیں اور فیصلے برائے ملاحظہ پیش ہیں۔

۱) مجلس علماء کراچی

۱۹۶۷ء میں مولانا مفتی محمد شفیع صاحب کی زیرِ نگرانی علماء کی اہم مجلس قائم ہوئی جس میں کراچی کی تین ممتاز دینی درس گاہوں' دار العلوم کراچی' مدرسہ عربیہ اسلامیہ نیو ٹاؤن اور اشرف المدارس ناظم آباد کراچی کے ماہر اہل فتویٰ شریک ہوئے۔ اس مجلس نے ''مریض کو خون دینے اور تبادلہ اعضاء انسانی'' کے مسائل پر غور کے لئے اندرونِ ملک و بیرونِ ملک اہل فتویٰ کے پاس سوال نامہ بھیج کر اُن کی تحقیقات جمع کیں اور باہم بحث و تمحیص کے بعد درج ذیل رائے دی:

> ''اسلام نے ایک انسان کے اعضاء کو دوسرے انسان کے لئے استعمال کرنا اس کی رضامندی اور اجازت کے ساتھ بھی جائز نہیں رکھا اور نہ کسی انسان کو یہ حق دیا ہے کہ وہ اپنا کوئی جزو دوسرے کو معاوضہ پر یا بلا معاوضہ دے دے۔
>
> انسان کو حق تعالیٰ نے اپنی قدرتِ کاملہ کا خاص مظہر بنایا ہے اور اس کے بدن میں بولنے' دیکھنے' سننے' سمجھنے وغیرہ کے لئے ایسی نازک خود کار مشینیں لگا دی ہیں کہ سائنس جدید وقدیم مل کر بھی اس کا کوئی حصّہ نہیں بنا سکتی۔
>
> انسان کا وجود درحقیقت ایک چلتی پھرتی فیکٹری ہے جس میں سینکڑوں نازک مشینیں کام کر رہی ہیں۔ یہ سب مشینیں ان کے پیدا کرنے والے نے انسان کو ودیعت و امانت کے طور پر دی ہیں' اس کو ان چیزوں کا مالک نہیں بنایا۔ البتہ امانت کے طور پر دینے والے کریم مولا نے اس کو سرکاری مشینوں کے استعمال کی

ایسی آزادانہ طاقت واجازت دے دی ہے کہ اس سے اس کو یہ دھوکہ لگ جاتا ہے کہ میں اپنی جان اور اپنے اعضاء کا خود مالک ہوں، مگر حقیقت حال یہ نہیں۔ اسی وجہ سے انسان کے لئے جس طرح خودکشی کرنا حرام ہے اسی طرح اپنا کوئی عضو کسی دوسرے کو رضاکارانہ طور پر یا معاوضہ لے کر دے دینا بھی حرام ہے۔ فقہاء رحمہم اللہ نے قرآن وسنّت کی واضح نصوص کی بناء پر فرمایا ہے کہ جو شخص بھوک پیاس سے مر رہا ہے اس کے لئے مردار جانور اور ناجائز چیزوں کا کھانا پینا تو بقدر ضرورت جائز ہو جاتا ہے مگر یہ بات اِس وقت بھی جائز نہیں کہ کسی دوسرے زندہ انسان کا گوشت کھالے اور نہ کسی انسان کے لئے جائز ہے کہ وہ اپنا گوشت یا کوئی عضو دوسرے انسان کو بخش دے، کیونکہ خرید وفروخت یا بخشش وہدیہ اپنی مِلک میں ہوسکتا ہے، روحِ انسانی اور اعضاءِ انسانی اس کی مِلک نہیں جو وہ کسی کو دے سکے"۔ (۱۷)

۲) اسلامی نظریاتی کونسل، پاکستان

اسلامی نظریاتی کونسل نے ۱۹۸۴ء میں حکومت کے استفسار پر انسانی اعضاء کی تبدیلی وپیوندکاری کے مسئلہ پر درج ذیل رائے کا اظہار کیا:

"۱) نظامِ قدرت میں یہ دخل اندازی کے مترادف ہے۔ چونکہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو تمام اعضاء اور صلاحیتوں کے ساتھ ایک اکائی کے طور پر پیدا کیا ہے۔ اس اکائی میں سے کوئی جزء الگ کرلیا جائے تو یہ اکائی مکمل حالت میں باقی نہیں رہتی، بلکہ ناقص رہ جاتی ہے۔

۲) شریعت کی رو سے انسانی جسم کسی کی ملکیت نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی ودیعت ہے اور ہر انسان کو اس ودیعت میں قطع وبرید کا حق حاصل نہیں اور اس بناء پر فقہاء اسلام میں کوئی فرقہ بھی اس عطیہ کو جائز نہیں سمجھتا۔

۳) زندہ انسانی جسم میں کسی عضو کے قطع کردینے سے اس جسم کی بحیثیت اکائی صلاحیت کار دائما متاثر ہوتی ہے۔

۴) اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے دو دو اعضاء میں سے ایک کا عطیہ دے دینے سے مستقبل میں دوسرے عضو کی ضرورت پڑ سکتی ہے۔

۵) موجودہ مادّی دَور میں انسانی اعضاء کی خرید وفروخت کا مذموم کاروبار شروع

ہو جائے گا جس سے اشرف المخلوقات کا جسم بھی بھیڑ بکریوں کی طرح بکاؤ مال بن کر رہ جائے گا۔ جیسا کہ انسانی خون کا کھلے بندوں کاروبار ہو رہا ہے۔ اسی طرح پاکستان میں متمول حضرات کی طرف سے یہ اشتہارات آ رہے ہیں کہ جو اپنا گردہ دے گا اس کو ایک لاکھ روپیہ معاوضہ دیا جائے گا لہٰذا سدّ ذریعہ کے طور پر بھی زندہ انسان کے جسم اور اعضاء کو کاروباری تعامل کا موضوع بننے سے روکنا ضروری ہے۔

جہاں تک (ب) میں مذکورہ صورت کا تعلق ہے کسی میت کی وصیت کے مطابق اس کی موت واقع ہو جانے کے بعد اس کا عضو قطع کیا جا سکتا ہے۔

اس وصیت کی حیثیت اصطلاحی وصیت کی نہیں ہے بلکہ اس سے مراد موصی (وصیت کرنے والا) شخص کی یہ خواہش ہے کہ اس کے مرنے کے بعد اس کے اعضاء اس کے کام نہیں آئیں گے اور ان سے کسی دوسرے ضرورت مند شخص کو فائدہ ہونے کی توقع ہے۔ اگر اس کی اس خواہش کی تکمیل سے دوسرے شخص کو فائدہ حاصل ہو سکے تو اس کی یہ خواہش اس کے مرنے کے بعد پوری کی جا سکتی ہے''۔ (۱۸)

۳) اسلامی فقہ اکیڈمی' جدہ

اسلامی فقہ اکیڈمی جدہ نے فروری ۱۹۸۸ء میں اس بارے میں غور و خوض کے بعد درج ذیل قرارداد منظور کی:

''ایک انسان کے جسم سے دوسرے انسان کے جسم میں ایسے عضو کی منتقلی جائز ہے جو خود بخود دوبارہ وجود میں آتا رہتا ہے' مثلاً خون' کھال وغیرہ۔ (۱۹)

دوسرے الفاظ میں جو اعضاء خود بخود وجود میں نہیں آتے ان کی منتقلی حرام ہے۔

منتقلیٔ اعضاء کے خطرناک نتائج

عملی طور پر منتقلیٔ اعضاء کے انتہائی خطرناک نتائج سامنے آئے ہیں۔ نہ صرف یہ کہ اس چیز نے ایک کاروبار کی صورت اختیار کر لی ہے' بعض حالات میں اس سے ظلم و تعدی کی دردناک صورتیں سامنے آتی ہیں۔ اس کی کچھ مثالیں پیش خدمت ہیں:

۱) روزنامہ پاکستان

روزنامہ پاکستان' لاہور کی ۲۷ دسمبر ۱۹۹۱ء کی اشاعت میں ''موت کی تجارت''

کے عنوان سے تبدیلیٔ اعضاء کے بارے میں رپورٹ شائع ہوئی جس میں اس معاملے کے مختلف پہلوؤں پر بالتفصیل روشنی ڈالی گئی ہے۔ برائے ملاحظہ پیش ہے:

''جنوبی بھارت میں مدراس کے قریب ملی ولگام گاؤں کی آبادی تین ہزار نفوس پر مشتمل ہے اور یہاں کا ہر بالغ صرف ایک گردے پر جی رہا ہے۔ ظاہر ہے دوسرا گردہ وہ کسی حاجت مند کو فروخت کر چکا ہے۔ یہ انسانی المیہ یعنی انسانی اعضاء کی تجارت ان دنوں بھارت میں خوب عروج پر ہے۔ غربت وافلاس اور بے روزگاری کے مارے لوگ اپنے دکھوں کا علاج منبع حیات یعنی دل کے بعد انسانی جسم کے دوسرے اہم ترین عضو کی فروخت سے کرر ہے ہیں۔

طبی سائنس کی ترقی نے ''منتقلیٔ اعضاء'' کو باقاعدہ ایک کاروبار کی شکل دینے میں بڑی مدد کی ہے۔ مثلاً اگر منتقلیٔ اعضاء ممکن نہ ہوتی تو ظاہر ہے کہ بائع ومشتری نہ ہوتے۔ ستم بالائے ستم کہ اس میدان میں انسانی اعضاء کے کمیشن ایجنٹ اور آڑھتی بھی پیدا ہو گئے ہیں۔ بھارتی شہریوں کے گردوں کے سب سے بڑے بلکہ واحد خریدار عرب ہیں۔

لندن سے شائع ہونے والے عربی کے کثیر الاشاعت ہفت روزہ ''المجلہ'' نے اس ضمن میں ایک خصوصی رپورٹ شائع کی ہے جس میں اس نے یہ خوفناک انکشاف کیا ہے کہ بھارت سے گردے خریدنے والے عرب ''موت کی تجارت'' میں ملوث ہیں اور ''ایڈز'' خرید رہے ہیں۔

رپورٹ کی تلخیص:

''ایک تامل ماں نے اپنی بہن کی شادی کے لئے تین ہزار سات سو ڈالر (تقریباً ۹۰ ہزار روپے) میں اپنا ایک گردہ فروخت کر دیا۔ اس میں سے اس نے دس فیصد ''آڑھتی'' کو ادا کئے۔ اس کے خاوند کی کل ماہانہ آمدنی چھ سو روپے ہے۔ اتنی قلیل آمدنی میں اس کے کنبے کے چار افراد گزر بسر کر رہے ہیں۔ اور المیہ یہ ہے کہ زندگی کی ضرورتوں اور حالات سے مجبور ہو کر گردہ بیچنے والی اس خاتون کو صرف ۳۵ یا ۳۶ ہزار روپے ملے۔ باقی درمیانی ''واسطوں'' کی نذر ہو گئے۔ تاہم بھارت میں گردوں کی خرید وفروخت کا یہ کاروبار عالمی حلقوں سے پوشیدہ نہیں ہے اور بین الاقوامی سطح پر یہ آوازیں اٹھنا شروع ہو

گئی ہیں کہ اس غیر انسانی تجارت کو بند کیا جائے۔ بھارت کے سہنا ذہن نے گردوں کی خرید و فروخت سے فائدہ اٹھانے کا بھی ایک طریقہ دریافت کر لیا ہے۔ انہوں نے بمبئی اور مدراس میں منتقلیٔ گردہ کے بڑے بڑے ہسپتال کھول دیئے ہیں۔ ''گاہکوں'' کو پھنسانے کے لئے (جو ہمیشہ عرب ہوتے ہیں) دلالوں سے کام لیا جاتا ہے جو خصوصی طور پر مشرقِ وسطیٰ کے ملکوں میں بھیجے جاتے ہیں۔ چونکہ عرب ملکوں میں اعلانیہ یا اشتہار سے انسانی اعضاء بشمول گردہ کی خرید و فروخت ممنوع ہے ان کے دلال عرب ملکوں سے ایسے مریضوں کی تلاش کرتے ہیں جنہیں گردہ بدلوانا مطلوب ہوتا ہے' پھر معقول کمیشن کے عوض ان کی اس ضرورت کا ذمہ لے لیا جاتا ہے' یعنی سفر' قیام و طعام' آپریشن' گردے کا حصول وغیرہ وغیرہ۔

بمبئی اور مدراس کے ان ہسپتالوں کی رونق عربوں کے دم قدم سے ہے۔ کاروبار میں سب سے زیادہ نفع میں ہسپتال (جن کے مالکان ہندو ہوتے ہیں) اور سب سے زیادہ گھاٹے میں گردہ دینے والا ہوتا ہے۔ مریض اور کمیشن ایجنٹ مساوی مستفید ہوتے ہیں' لیکن اب معلوم ہوا ہے کہ گردہ لینے والا ایک نہایت ہی موذی مرض ایڈز کا شکار بھی ہو جاتا ہے۔ بعض طبی رپورٹوں اور اعداد و شمار سے اس المناک حقیقت کا انکشاف ہوا ہے کہ بھارت میں ہونے والے منتقلیٔ گردہ کے بیشتر آپریشن ناکام ہوئے ہیں۔ یہ مریض ہزاروں ڈالر خرچ کرنے کے بعد جب واپس جاتے ہیں تو ان کی حالت پہلے سے بھی خراب ہوتی ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے بمبئی یا مدراس جا کر گردہ بدلوایا ہے۔ ان کے تفصیلی معائنہ سے یہ ہوشربا انکشاف ہوا ہے کہ نہ صرف یہ کہ گردہ کی پیوندکاری غلط ہوئی ہے بلکہ گردہ ''ایڈز زدہ'' بھی تھا۔ اطباء کے مطابق عرب دنیا میں ''ایڈز'' اس راہ سے بھی داخل ہو رہا ہے''۔ [۲۰]

۲) روزنامہ جنگ' ۲۱ مارچ ۱۹۹۲ء

ایک رپورٹ کے مطابق ''ارجنٹائن کے ایک پاگل خانہ میں مریضوں کے جسمانی اعضاء کاٹ کر بیچ دیئے جاتے ہیں۔ گزشتہ ۱۵ برس کے دوران تقریباً ۱۳۲۱ مریض ہلاک اور ۱۳۹۵ غائب ہو چکے ہیں۔ ایک دن ایک مریض گہرے کنویں میں لٹکا اور گر کر ڈوب

گیا' جب اس کی نعش نکالی گئی تو معلوم ہوا کہ اس کا گردہ کاٹ کر پہلے ہی بیچا جا چکا ہے۔ تفتیش سے معلوم ہوا کہ ہسپتال کا سارا عملہ ہی اس کاروبار میں ملوث ہے جو زندہ مریضوں کا خون' گردے اور دوسرے اعضاء کاٹ کر فروخت کر رہا ہے۔ (۲۱)

۳) ٹائم آف امریکہ' ۵ ستمبر ۱۹۹۴ء

ایشیا واچ کے حوالے سے ٹائم آف امریکہ کی ۵ ستمبر ۱۹۹۴ء کی ایک رپورٹ کے مطابق ''چین میں سزائے موت کے مجرموں کے اعضاء نکال لئے جاتے ہیں جو زیادہ تر گردے اور قرنیہ ہوتے ہیں۔ بیشتر معاملات میں مجرم کی موت واقع ہونے سے قبل ہی یہ اعضاء نکال لئے جاتے ہیں''۔ (۲۲)

ٹائم ہی کی ایک رپورٹ کے مطابق بھارت کے شہر بنگلور میں انسانی اعضاء کے کاروبار نے ایک گھناؤنی شکل اختیار کی ہے۔ یہاں کچھ مزدوروں کو ان سے خون لینے کے بہانے ہسپتال میں داخل کیا گیا اور جب ان کو ہسپتال سے فارغ کیا گیا تو ان پر انکشاف ہوا کہ ان کا ایک گردہ بھی نہیں۔ یعنی اس دوران اُن کو اُن کے ایک گردہ سے بھی محروم کر دیا گیا۔ ان گردوں کو بعد میں ڈاکٹروں کی ملی بھگت سے فروخت کر دیا جاتا ہے۔ اس رپورٹ کے مطابق شروع میں انسانی اعضاء کی خرید و فروخت کا کاروبار بمبئی تک محدود تھا مگر آہستہ آہستہ بھارت کے دیگر علاقوں تک پھیل گیا۔ غربت کے ہاتھوں تنگ لوگ اپنا ایک گردہ بیچ دیتے ہیں۔ ایک بستی جس میں تقریباً تمام باسیوں نے اپنا ایک گردہ بیچ دیا ہے' کا نام ہی اس سے موسوم کر دیا گیا ہے''۔ (۲۳)

۴) سی این این

امریکی خبروں کے چینل ٹیلی ویژن سی این این کے مطابق بھارت میں ایک ایسی بستی ہے جہاں تمام بالغ باشندے عورت اور مَرد صرف ایک گردے پر گزارہ کر رہے ہیں' کیونکہ ایک گردہ اپنی عسرت اور تنگ دستی کے باعث وہ بیچ چکے ہیں اور ان گردوں کے زیادہ تر خریدار عرب شیوخ ہیں۔

ایک رپورٹ کے مطابق اس گھناؤنے کاروبار نے یہاں تک شکل اختیار کی ہے کہ

افریقہ کے غریب ممالک سے بچوں کو خرید کر اُن کے گردے مہنگے داموں بیچ دیئے جاتے ہیں۔ ایسی مثالیں بھی سامنے آئی ہیں کہ بچوں کو اسی مقصد کے لئے گود لیا جاتا ہے کہ ان کے گردے بیچ دیئے جائیں۔

حاصل کلام

۱) انسانی شرف وتکریم کے پیش نظر شریعت اسلامیہ نے انسانی اعضاء سے کسی بھی طور پر انتفاع واستفادہ ناجائز قرار دیا ہے۔ انسانی عضو کا استعمال تداوی اور علاج کی خاطر بھی حرام ہے۔ حالت اضطرار میں بھی کسی انسان کے لئے جائز نہیں کہ وہ اپنی زندگی کی خاطر دوسرے انسان کا عضو قطع کر کے استعمال کرے۔ انسانی اعضاء کی بیع وشراء جائز نہیں' کیونکہ وہ مال کی تعریف سے خارج ہے۔ اسی طرح انسانی اعضاء کا ہبہ یا عطیہ بھی ناجائز ہے' کیونکہ ہبہ اور عطیہ صرف مال متقوم کا جائز ہے' البتہ مرنے کے بعد انسانی قرنیہ اگر دوسرے انسان کے کام آسکے تو اس کی پیوندکاری میں حرج نہیں' جیسا کہ اسلامی نظریاتی کونسل نے اس بارے میں وضاحت کی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ عطیہ خون میں حرج نہیں' جبکہ یہ اشد ضرورت کے تحت ہو' البتہ اس کو کاروبار بنانا قطعی ناجائز ہے۔

۲) عملی طور پر اعضاء کی پیوندکاری کے انتہائی خطرناک نتائج سامنے آئے ہیں جن میں بچوں پر ظلم' پاگل مریضوں کے اعضاء کی قطع وبرید' سزائے موت پانے والے افراد کے ساتھ غیر انسانی سلوک نمایاں ہیں۔ اور سب سے بڑھ کر یہ کہ غربت کے ہاتھوں تنگ لوگ کچھ پیسوں کے حصول کے لئے اپنی زندگیاں بیچنے پر مجبور ہیں۔

۳) طبی نقطۂ نگاہ سے گردہ کی تبدیلی کوئی علاج کے زمرے میں شمار نہیں ہوتی۔ گردہ دینے والا شخص بسا اوقات اپنی زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھتا ہے۔ ایسا بھی ہوا ہے کہ ایک ہی خاندان دو قیمتی زندگیوں سے محروم ہو گیا۔

۴) اعضاء کی پیوندکاری خطرناک بیماریوں جیسے ایڈز وغیرہ کے پھیلنے کا باعث بن رہی ہے۔

انسانی شرف وتکریم کا تقاضا ہے کہ زندہ انسانوں کے اعضاء کی تبدیلی' کانٹ

چھانٹ اورخرید وفروخت پرمکمل پابندی لگاکر انسان اورانسانی اعضاء کو مالِ تجارت بننے سے روکا جائے' ورنہ اس کالازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ بعض انسان سستے ہوں گے اور بعض مہنگے۔ آہستہ آہستہ سستے انسانوں کی تمام چیزیں مہنگے انسانوں کو منتقل ہو جائیں گی اور نوبت یہاں تک پہنچے گی کہ ایک مہنگے انسان کو زندہ رکھنے کے لئے کئی سستے انسان خرچ کرنے ہوں گے۔

اقوام متحدہ کے کمیشن برائے انسانی حقوق نے انسانی اعضاء کی خرید وفروخت کو غلامی کی نئی شکل سے تعبیر کیا ہے اور اس کے خلاف جدوجہد کو تیز کرنے کا اعلان کیا ہے۔ کتنی عجیب بات ہے کہ شریعت اسلامیہ میں انسانی اعضاء کی کسی بھی غرض سے قطع و برید حرام ہونے کے باوجود وطن عزیز تا حال اس بارے میں کسی ضابطہ وقانون سے محروم ہے۔

حواشی وحوالہ جات

1) امام عبد الله محمد بن اسماعيل بخارى: صحيح البخارى' كتاب الجنائز' باب ما جاء في قاتل النفس ۔
2) ايضاً۔
3) امام حافظ احمد بن على بن حجر العسقلانى (٧٧٣۔٨٥٤هـ): فتح البارى' ج٣' ص ٢٢٦'٢٢٧۔ دار نشر الكتب الاسلاميه' لاهور' پاكستان
4) صحيح البخارىؒ كتاب الجنائز' باب ما جاء في قاتل النفس ۔
5) صحيح البخارى' كتاب البيوع' باب اثم من باع حراً
6) علامه علاء الدين ابى بكر بن مسعود الكاسانى: بدائع الصنائع' ج٧' ص ١٧٧'سعيد كمپنى پاكستانى چوك' كراچى
7) ابو الحسنات عبد الحئى لكهنوى (١٢٠٤۔١٢٦٤هـ): النافع الكبير' شرح الجامع الصغير' ص ٢٧٠ ادارة القرآن والعلوم الاسلامية' كراتشى' پاكستان
8) بدائع الصنائع' ج٥' ص ١٤٠
9) امام ابو عبد اللّٰه احمد بن الحسن شيبانى (١٣٢۔١٨٩هـ): الجامع الصغيرٗ ص ٢٧٠ ادارة القرآن والعلوم الاسلامية' كراتشى' پاكستان
10) علامه علاء الدين ابو الحسن بن سليمان المرداوى: الانصاف' ج٤' ص ٢٧٠' احياء التراث العربى' بيروت' لبنان ١٤٠٠هـ ۔ علامه فخر الدين عثمان بن على الزيلعى: تبيين الحقائق' شرح كنز الدقائق' ج٤' ص ١٢۔١٨' مكتبه امداديه ملتان۔ عبدالرحمٰن الجزيرى: كتاب الفقه على مذاهب الاربعة' ج٢' ص ١٦٤' مكتبه تجارة الكبرى' مصر۔ ابن نجيم: البحر الرائق' شرح كنز الدقائق' ج٥' ص ٢٥٩' مكتبه الماجديه' كوئته
11) بدائع الصنائع' ج٦' ص ١١٩

١٢) عبدالقادر عوده : التشريع الجنائي الاسلامي' ج١' ص ٥٧٨' دار الحياء التراث العربي
١٣) شمس الدين السرخسي: كتاب المبسوط' ج٢٤' ص ٤٨' دار المعرفة للطباعة والنشر' بيروت' لبنان
١٤) كتاب المبسوط' ج٢٤' ص ٤٨
١٥) بزازية حاشية هندية' ج٣' ص ٤٠٤
١٦) بحر الرائق' ج٨' ص ٢٣٣
١٧) مولانا مفتی محمد شفیع صاحب: انسانی اعضاء کی پیوند کاری شریعت اسلامیہ کی روشنی میں' ص ٣١' ص٢٦٩' ٢٧٠ دار الاشاعت ' کراچی
١٨) اسلامی نظریاتی کونسل کی رپورٹ برائے سال ١٩٨٤ء حکومت پاکستان۔ نیز ملاحظہ ہو "رپورٹ استفسارات ١٩٦٢ء۔ ١٩٨٤ء اسلامی نظریاتی کونسل' اسلام آباد پاکستان' ٣٠ مئی ١٩٨٤ء' ص ٨٦
١٩) قراردادیں اور سفارشات' اسلامی فقہ اکیڈمی جدہ (١٩٨٤ء۔ ١٩٩٢ء) جدہ' سعودی عرب' ص ٧٣
٢٠) روزنامہ پاکستان' لاہور' ٢٧ دسمبر ١٩٩١ء
٢١) روزنامہ جنگ' راولپنڈی' ٢١ مارچ ١٩٩٢ء
٢٢) ہفت روزہ ٹائم امریکہ' ٥ ستمبر ١٩٩٤ء
٢٣) ہفت روزہ ٹائم امریکہ' ٢٠ فروری ١٩٩٥ء

سوانح حضرت مولانا مفتی محمودؒ

تصنیف : مولانا عبدالقیوم حقانی

تذکرہ وسوانح' سیرت واخلاق' تحصیل علم وتکمیل' درس وافادہ' ذوقِ علم اور شوقِ مطالعہ' علمی انہماک' زہد وتقویٰ' عشقِ رسولؐ و اہتمام سنّت' تواضع وعبدیت' عزیمت وتوکل' بے نفسی وفنائیت' سیاسی بصیرت وعظمت' علمی و دینی اور سیاسی کارنامے' حکمت وبصیرت' لطائف وبذلہ سنجیاں' مرزائیت کا تعاقب وردِ فرقِ باطلہ' اعلاءِ کلمۃ اللہ کے لئے جہاد اور مساعی' مسلسل قید وبند کی صعوبتیں۔ الغرض

ایک تاریخ' ایک تحریک اور ایک انقلاب کی داستان

عمدہ کاغذ' مضبوط جلد بندی اور شاندار طباعت' قیمت صرف 120 روپے

ملنے کا پتہ: **القاسم اکیڈمی**' جامعہ ابو ہریرہ' خالق آباد نوشہرہ' سرحد پاکستان